Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:11 (1976)

تحقیقاتِ اسلامی کا مقصد و منہاج

شرف الدّین اصلاحی

اسلامی تحقیقات کا ذکر چھڑتے ہی بات ان سوالات تک جا پہنچتی ہے کہ اسلامی تحقیقات کسے کہتے ہیں۔ اسلامی علوم میں تحقیقات کی ضرورت کیا ہے۔ اسلامی تحقیقات کن لوگوں کا کام ہے۔ اس کی حدود و قیود اور شرائط کیا ہیں۔ ان میں سے ہر سوال اپنی جگہ اہم ہے۔ اور اپنا شافی جواب چاہتا ہے۔ ان میں سے بعض سوالات کے جوابات اسی پرچے میں ہمارے دوسرے ساتھیوں نے دیئے ہیں۔ میرا ہدف اور ہے مجھے ان سوالات سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ موضوع کی مناسبت سے مجھے پہلے یہ بتانا ہے کہ اسلامی تحقیقات کا مقصد کیا ہونا چاہیئے۔ مقصد کی تحدید و تعیین کے بغیر ظاہر ہے کہ اسلامی تحقیقات کا کام نہ تو بامعنی کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی نتیجہ خیز۔ اور اسلامی تحقیقات ہی پر کیا منحصر ہے دین و دنیا کا کوئی کام بھی بلا مقصد اور بغیر مدعا کے کیا جائے تو عبث اور لایعنی ہی کہا جائے گا۔ علاوہ ازیں مقصد سے نہ صرف کسی کام کی قدر و قیمت متعین ہوتی ہے بلکہ اس کی اچھائی برائی بھی اسی پر موقوف ہے۔ فی نفسہ ایک اچھا کام بھی اگر بری نیت اور غلط مقصد کے تحت کیا جائے تو وہ کام مقصد کی خرابی کے باعث براہی ہوگا۔ مسلمانوں میں مسجد کی تعمیر کتنا نیک کام متصور ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کے پیچھے کوئی غلط محرک کارفرما ہو تو اس کی اچھائی برائی میں بدل جاتی ہے۔ انما الاعمال بالنیات ۔ ولکل امرءٍ مانوی ۔ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے ۔ اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی ہے ۔ حکمت کے ان فقروں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ وہ محض اسلام کے زریں اصول اور معیارات حق و باطل ہی نہیں ہیں بلکہ عامۃ الورود کائناتی صداقتیں ہیں جن کا مشاہدہ اور تجربہ روزمرہ کی زندگی میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی تحقیقات کا مقصد اگر صحیح، نیک، مثبت اور تعمیری ہو تو اس کی افادیت مسلّم۔ اس کا نتیجہ خیر و صلاح کی صورت میں برآمد ہوگا۔ لیکن اگر اس کا مقصد غلط، برا، منفی اور تخریبی ہو تو ظاہر ہے اس سے ضرر اور شر و فساد کے سوا کچھ اور حاصل ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی ۔

مقصد کی صحت کے بعد منہاج کی درستی اور طریق کار کی صحت کا درجہ آتا ہے۔ منہاج بھی اتنا ہی ضروری اور اہم ہے جتنا کہ مقصد۔ اگر مقصد صحیح ہے اور منہاج صحیح نہیں تو نتیجے کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہوگا۔ مقصد صحیح ہونے کے باوجود نتیجہ غلط برآمد ہوگا۔ مقصد اور منہاج کا باہمی تعلق منزل اور راستے کا سا ہے۔ منزل انہی کو ملتی ہے جو صحیح راستے پر سفر کرتے ہیں۔ منزل معلوم ہو اور راستہ متعین نہ ہو تو ایسے مسافر کا مقدر حیرانی و پریشانی ہے۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی — کین رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

ظاہر ہے دل میں مکہ کی لگن رکھنے والا مسافر اگر ترکستان کے راستے پر چل پڑے تو مقصد کے تعین اور منزل کی سچی لگن کے باوجود وہ منزل سے ہمکنار نہیں ہوگا بلکہ غلط سمت میں اٹھنے والا ہر قدم اسے منزل سے دور لے جائے گا۔

ہر قدم دوری منزل ہے نمایاں مجھ سے
میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے

اسلام میں مفید کارآمد اور نتیجہ خیز تحقیق کیلئے ایک محقق کو مقصد تحقیق کے شعور کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ تحقیق کس ڈھنگ سے کی جائے اور اس میدان میں اترنے کے لئے کس قسم کے ہتھیار اور ساز و سامان کی ضرورت ہے۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد اب میں اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اسلامی تحقیقات کا مقصد کیا ہونا چاہئے۔ لیکن اس سے بھی پہلے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس وقت اسلامی تحقیقات کن مقاصد کے تحت کی جاتی ہے۔ اس مرحلے میں یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بحث میں ہمارا مطمح نظر یا زاویہ نگاہ خالصتاً ایک مسلمان کا ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ اسلام کا مقصد صرف ایسی ہی "تحقیقات اسلامی" سے پورا ہو سکتا ہے جو ایک سچے اور حقیقی مسلمان کے نقطہ نظر سے اس مقصد کے لئے کی جائے کہ اسلام ایک متحرک قوّت کی حیثیت سے دنیا کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

آگے بڑھنے سے پہلے ایک نکتہ اور بھی واضح کر دینا چاہیئے۔ لوگوں میں ایک عام تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ اسلامی تحقیقات عصر جدید کی ایجاد ہے اور اس کا مقصد اسلام کی صورت کو بگاڑنا ہے۔ اس تاثر کے پیدا ہونے کے اسباب ہیں اور وہ ایک حد تک درست بھی ہے۔ لیکن اسے کلیتہً درست کہنا حقیقت نفس الامری سے چشم پوشی یا بے خبری ہے۔ تحقیقات اسلامی کی اصطلاح نئی ہو سکتی ہے لیکن اسلام میں تحقیق کا تصوّر کوئی نئی بات

نہیں۔ اس کی دعوت خود اللہ کی آخری کتاب مقدس قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور اس کی طرف رہنمائی خود پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل سے ہوتی ہے۔ عہد صحابہؓ سے لیکر اپنی تاریخ کے ہر دور میں مسلم قوم نے اس فن سے کام لیا ہے۔ مسلمانوں کا فنِ تحقیق اپنی گونا گوں امتیازی خصوصیات کے اعتبار سے بے مثال ہے اور وہ علم و دانش سے متعلق بہت سی دوسری باتوں کی طرح اس میں بھی دنیا کے امام رہ چکے ہیں۔ میں پھر موضوع سے دور ہو رہا ہوں۔ یہ باتیں جملہ معترضہ کے طور پر آگئیں اور ان کی حیثیت ضمنی ہے مگر بے مصرف نہیں۔

اس وقت اسلامی تحقیقات کا کام ایک تو یورپ اور امریکہ کے یہودی اور عیسائی علماء کر رہے ہیں جن کو عرف عام میں مستشرقین کہا جاتا ہے۔ اس فرقے کی اپنی ایک تاریخ ہے اور وہ صدیوں سے اس کام میں مصروف ہیں۔ برسہا برس کی تعلیم و تربیت سے انہوں نے خود مسلمانوں میں سے علماء محققین کا ایک ایسا گروہ پیدا کر لیا ہے جو اسلامی تحقیقات کے کام میں باعتبار مقصد و منہاج کے ان کا پیرو ہے اس لئے انہی میں سے ہے۔ ان کو الگ سے محسوب کرنے کی ضرورت نہیں۔

علمائے یہود و نصاریٰ کے بعد اس ضمن میں اسی انداز سے مگر ان سے کم جن لوگوں نے دلچسپی لی ہے وہ علماء ہنود ہیں۔ انہوں نے بھی مسلمانوں کے علوم اور تاریخ کا مطالعہ کیا ہے لیکن ان کا کام اس درجے کا نہیں کہ اس کو اہمیت دی جائے۔ ان کی کوششیں زیادہ تر انفرادی ہیں۔ ہندوؤں میں بعض تحریکیں بھی اس مقصد کو لیکر اٹھیں جیسی کہ آریہ سماج وغیرہ مگر ان کی کوئی تاریخ نہ بن سکی۔ علاوہ ازیں ان کو علمی دنیا میں وہ مقام حاصل نہیں ہو سکا کہ وہ دوسروں پر اثر انداز ہو سکیں۔ علماء ہنود کی کوششیں زیادہ تر غیر منظم رہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنی کوئی روایت قائم نہ کر سکے۔ اور نہ ہی مسلمانوں میں سے ایسے شاگرد پیدا کر سکے جو مسلمان کہلاتے ہوئے ان کے مقصد کو آگے بڑھانے کا کام کرتے۔ اس کی وجہ کیا ہے بالفعل اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ دراصل اس کا تعلق دنیا کی امامت و سیادت اور سیاسی غلبہ و اقتدار سے ہے۔ جب کوئی قوم سیاسی اقتدار حاصل کر کے تہذیب و تمدن کی علمبردار بن جاتی ہے تو وہ علوم و فنون کو بھی اپنے افکار و عقائد کے مطابق اپنے نہج پر چلاتی ہے۔ ہنود کو مسلمانوں کے مقابلے میں ابھی تک چونکہ یہ مقام حاصل نہیں ہوا اس لئے ان کی مساعی نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اس ضمن میں ایک تیسرا گروہ جس کی تاریخ بہت قدیم نہیں، بلکہ جو ماضی قریب کی پیداوار ہے کمیونسٹ

ممالک کے اسکالرز ہیں۔ کمیونسٹوں کی تاریخ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی ہے لیکن اپنے غلبہ و نفوذ کے اعتبار سے بہرحال وہ اس وقت دنیا کی ایک بڑی طاقت ہیں۔ دنیا کے ایک بڑے حصے پر ان کا استیلا ہے۔ سیاسی برتری کے علاوہ تہذیب و تمدن سے متعلق معاملات بالخصوص علوم و فنون پر ان کی اثر اندازی ایک امر واقع ہے۔ کمیونسٹ اسکالرز نے بھی اسلامی علوم و فنون میں دلچسپی لی ہے۔ اسلامی تحقیقات کے میدان میں اگرچہ وہ نووارد ہیں مگر نتائج کے اعتبار سے غیر اہم نہیں۔ انہوں نے بھی اپنے انداز کے اسکالرز اور دانشور مسلمانوں میں سے پیدا کر لئے ہیں جو انہی کے ڈھب سے ان کے کام کو سر انجام دیتے ہیں۔

متذکرہ بالا تینوں گروہوں نے اپنے اثر و نفوذ کی وسعت کے مطابق اپنے کام کا دائرہ وسیع کر رکھا ہے۔ ان تینوں کے مابین باہمی اختلافات بھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ تینوں گروہ اسلامی تحقیقات کے متعلق منہاج میں نہیں تو مقصد میں بحیثیت مجموعی متحد و متفق ہیں۔ ان کا ہدف ایک ہے۔ وہ اسلام کو ایک نظریہ حیات اور نظام زندگی کی حیثیت سے اور مسلمانوں کو مخصوص مزاج کی حامل ایک قوم کی حیثیت سے دنیا میں واحد حریف و مدِّ مقابل سمجھتے ہیں اور اسلامی تحقیقات کے میدان میں ان کی کوششوں کا مقصد تحقیق نہیں تدلیس و تلبیس ہے۔ دشمن آپ کے کسی کام میں دلچسپی لے تو اس کا مطلب واضح ہے سمجھ لیجئے کہ دال میں کالا ہے۔ بے خودی بے سبب نہیں ہو سکتی۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے مسلمانوں کے علوم و فنون اور اسلامی تحقیقات میں اغیار کی دلچسپی بے مقصد نہیں ہو سکتی۔ ان کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی سربستہ راز نہیں جس سے پردہ اٹھانے کی ضرورت ہو۔ یہاں صرف اس قدر کہنا مقصود ہے کہ ہمارا مقصدِ تحقیق وہ نہیں ہو سکتا جو اعدائے اسلام کا ہے۔

کوئی مسلمان اس کا بیڑا اٹھائے گا تو اس کا مقصد احقاقِ حق یا تلاشِ حقیقت ہو گا۔ کوئی غیر مسلم اس کام کو انجام دے گا تو اس کا مقصد اسلام کی بیخ کنی ہو گا۔ یہاں مسلم اور غیر مسلم کے الفاظ حقیقی معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں نہ کہ عرفی اور رسمی معنوں میں۔ ایک نام نہاد مسلمان بھی ارادی یا غیر ارادی طور پر اسلامی تحقیق کے کام کو اس طرح کر سکتا ہے کہ اس سے اسلام کو نقصان پہنچے۔ اسی طرح ایک غیر متعصب غیر مسلم بھی تلاشِ حق کی غرض سے اسلامی تحقیق کے کام میں مشغول ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مرحلے میں ہر دوسرے مذہب سے اپنا دامن جھاڑ کر حق کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ اسلامی

تحقیقات کا کام کرنے والا کوئی مسلم ہو یا غیر مسلم تحقیق کے عام مُسلّمہ تقاضوں، موزونیت و اہلیت کے تمام شرائط کے علاوہ اخلاص اور نیک نیتی کے وصف سے اس کا متصف ہونا ضروری ہے۔ یہی نہیں فکر و عمل اور نیت و ارادہ کی صحت و صداقت کے ساتھ اس کو توفیق الٰہی کی دعا بھی کرنی چاہیئے تاکہ وہ صحیح نتیجے تک پہنچ سکے۔ اسلامی تحقیق کا کام سائنسی تحقیقات یا دوسرے علوم و فنون کے تحقیقی کاموں سے بالکل مختلف چیز ہے۔ سائنس کا دائرہ محدود ہے اس میں مادیات سے متعلق اصول و قوانین کی دریافت کی جاتی ہے جبکہ دین کا دائرہ لامحدود ہے۔ اس میں انسان کی مادی زندگی سے لیکر اخلاقی، روحانی، مابعد الطبیعیاتی بلکہ حیات مابعد الممات کے مسائل بھی داخل ہیں۔

میری نظر میں اسلامی تحقیقات کے کام میں اصول اور طریقِ کار بھی محقق کو اسلام ہی سے سیکھنے چاہئیں۔ ورنہ ٹھوکر کھانا لازمی ہے۔ اس کے بغیر اسلامی تحقیقات سے صحیح نتائج برآمد ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اسلامی تحقیق کا کام صرف ایسے لوگوں کا حق ہے جو سچے اور پکے مسلمان ہوں۔ ان کے لئے اسلامی تعلیمات اور ادوات تحقیق سے محض آگاہی کافی نہیں۔ فکر و نظر، عقیدہ و عمل اور سیرت و کردار کے اعتبار سے ان کا راسخ مسلمان ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ علم اور مطالعہ۔ اسلامی تحقیقات کا کام کرنے والے کے لئے تحقیق کے فنی لوازم میں تربیت یافتہ ہونا جس طرح ضروری ہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عقیدہ و عمل کے اعتبار سے بھی تربیت یافتہ ہو۔ وہ اسلامی علوم کا محض عالم نہ ہو بلکہ ایک باعمل مسلمان کی حیثیت سے ان کا عملی تجربہ بھی رکھتا ہو۔

اسلامی تحقیق بے مقصد اور بلا غرض و غایت نہیں ہونی چاہیئے۔ رسمی اور غیر ضروری مشاغل تحقیق میں مصروف ہونا ممکن ہے تحقیق کرنے والے شخص یا ادارے کے لئے کسی جہت سے سود مند یا نفع بخش ہو۔ مگر اسلام کے کاز (CAUSE) کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح پیشہ وارانہ تحقیقی مشاغل اور منصوبے بھی "تحقیق برائے تحقیق" کے زمرے میں آتے ہیں اور ان کا فضول اور بے مصرف ہونا مسلّم ہے۔ "ترک مالا یعنیہ" اور "وھم عن اللغو معرضون" کی حامل قوم جس کے افراد کی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ خلافت ارضی اور نیابت الٰہی کی اہم ذمہ داریوں کے لئے وقف ہوتا ہے کسی لغو اور لایعنی کام کے لئے وقت نہیں نکال سکتی۔ اس لئے اسلامی تحقیقات کے ضمن میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم اپنے اندر یہ شعور پیدا کریں کہ اسلامی تحقیق اسلامی ضروریات کے تابع ہو اور اسلام کے کاز کو

آگے بڑھانے کے لئے ہو۔ بلا ضرورت اور بے مقصد تحقیق کے بے فائدہ کام میں مشغول ہونا تضیع اوقات اور بے توفیقی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ اسلامی تحقیقات کا مقصد کیا ہونا چاہیئے۔ اس سوال کے جواب میں جہاں تک اہداف کے تعین کا تعلق ہے سر دست میں اس سے تعرض نہیں کروں گا یہ ایک الگ بحث ہے اور تفصیلی توجہ چاہتی ہے۔ اس بحث میں یہ تلاش کرنا ہوگا کہ اسلام کے کاز کو آگے بڑھانے کی مخلصانہ مساعی میں اسلامی تحقیقات کو کن منصوبوں کے لئے وقف کرنے کی ضرورت ہے۔ کن کن میدانوں میں کیا کیا کام کرنے چاہئیں۔ اس بحث کو میں کسی دوسری مجلس کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔ اسلامی تحقیقات کا مقصد وحید اسلامی نقطہ نظر سے احقاق حق کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ دوسرے الفاظ میں حقیقت اور سچائی کی تلاش اسلامی تحقیقات کا مقصد قرار پاتا ہے۔ سچ کو جھوٹ اور صحیح کو غلط سے ممیز کرنا ہی اسلامی تحقیقات کا پہلا اور آخری مقصد ہو سکتا ہے۔ اس مقصد کے علاوہ کسی اور مقصد سے اسلامی تحقیقات کا کام کیا جائے گا تو ظاہر ہے وہ نہ اسلامی ہوگا اور نہ اس میں تحقیق ہوگی۔

ہمارے ہاں خود تحقیق کے لفظ میں یہ تصوّر موجود ہے کہ تحقیق کا مقصد تلاشِ حق ہے۔ ح ق ق عربی کا ایک مادہ ہے جس کا بنیادی مفہوم ہے ثابت و موجود۔ اللہ تعالیٰ کو حق اس لئے کہتے کہ وہ موجود ہی نہیں بلکہ واجب الوجود اور اس کائنات کی سب سے بڑی سچائی ہے۔ موت کو بھی حق کہتے ہیں کہ وہ اٹل اور یقینی ہے۔ معلوم ہوا کہ تحقیق جس مادے سے بنا ہے اس میں حق و صداقت، یقینی و واقعیّت کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ انگریزی زبان کے الفاظ سرچ یا ریسرچ فقط تلاش و جستجو اور بازجوئی کے مفہوم کو متضمن ہیں۔ ان میں تلاش کی جانے والی چیز یعنی مفعول (OBJECT) کی طرف کوئی اشارہ موجود نہیں۔ یہ تلاش حق کی بھی ہو سکتی ہے اور باطل کی بھی۔ یہ تلاش اللہ کی بھی ہو سکتی ہے اور شیطان کی بھی۔ اس کے برعکس ہمارے لفظ تحقیق میں حق و صداقت کا مفہوم خود بخود شامل ہے۔ یہ ہمارے الفاظ اور ہمارے علوم و افکار کی برتری ہے۔ انگریزی زبان میں تحقیق کا ایسا بدل نہیں جو تحقیق کی طرح مفرد ہو اور اس میں حق کا مفہوم پایا جاتا ہو۔ لغوی بحث اور علوم کا موازنہ میرا موضوع نہیں۔ مختصر یہ کہ اسلامی تحقیقات کا مقصد متعین ہونا چاہیئے اور یہ مقصد حق و صداقت تک رسائی حاصل کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور مقصد تحقیق کرنے والے شخص کا مقصد تو

ہوسکتا ہے اسلامی تحقیقات کا مقصد نہیں ہوسکتا۔ اور غالباً ایسے ہی محققین کے بارے میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرما گئے ہیں :

نہ محقق بود نہ دانشمند　　　چارپایے برو کتابے چند

صحیح مقصد کے تعین کے بعد منہج تحقیق کا سوال سامنے آتا ہے اس ضمن میں سب سے پہلا نکتہ اہلیت اور موزونیت کا ہے۔ تحقیق کے کام کے لئے ہر شخص موزوں نہیں ہوسکتا۔ ذوق شوق، ذاتی دلچسپی، رجحان طبع اور میلانِ خاطر کے علاوہ قلب و دماغ کی وہ جملہ صلاحیتیں بھی ہونی چاہئیں جو اسلامی تحقیقات کے لئے ضروری ہوسکتی ہیں۔ قلب و دماغ کی کچھ صلاحیتیں تو ایسی ہیں جو ہر تحقیقی کام کے لئے ناگزیر ہیں مگر اسلامی تحقیقات کے لئے بعض مخصوص صلاحیتیں بھی درکار ہوتی ہیں۔ جن میں سب سے پہلی بات قلب و دماغ کا مومن ہونا ہے۔ کوئی غیر مومن کافر یا منافق جو اسلام کے بموجب اعتقاد ہی نہ رکھتا ہو اسلامی تحقیقات کے کام کے لئے موزوں شخص نہیں ہوسکتا۔ پھر تحقیق کے کام کی ذمہ داری صرف اعلیٰ درجے کی ذہنی اور فکری قوتوں کے مالک افراد ہی کو سونپی جاسکتی ہے۔ جو عزم راسخ کے ساتھ خود کو وقف کرکے محنت، صبر اور مستقل مزاجی سے اپنے کام میں منہمک رہیں۔ تحقیق کا کام ایک دشوار گزار اور صبر آزما کام ہے۔ اس کے لئے ایک زاہد مرتاض کی سی بے نفسی بے لوثی اور خود سپردگی کی ضرورت ہوتی ہے۔

بار بار کی کوشش سے کسی شئے کی حقیقت کا علم حاصل کرنے کا نام تحقیق ہے۔ حصول علم کے تین ذریعے ہیں۔ مشاہدہ، استدلال اور خبر۔ موجب یقین ہونے میں سب سے معتبر ذریعہ مشاہدہ ہے پھر استدلال۔ خبر تیسرے درجے پر آتی ہے۔ لیکن انسان اپنی روزمرہ زندگی میں جن معلومات پر بدرجہ یقین اعتماد کرتا ہے ان میں سے ۹۳ فیصدی خبر سے حاصل ہوتی ہیں اور بقیہ ۷ فیصدی مشاہدہ اور استدلال سے۔ اسلامی تحقیقات میں حسب ضرورت ان تینوں ذرائع علم سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس لئے محقق میں اعلیٰ درجے کی قوت مشاہدہ اور قوت استدلال کے ساتھ خبر کو پرکھنے کی صلاحیت بھی ہونی چاہیئے۔ اسلامی علوم کا تعلق چونکہ زیادہ تر منقولات سے ہے اس لئے سائنسی تحقیقات کے برعکس اسلامی تحقیقات میں خبر کے ذریعہ علم سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے۔ اسلامی علوم میں خبر کو جانچنے کے لئے بڑے سخت اور بے لچک اصول بنائے گئے ہیں۔ فن حدیث میں اسناد اور رجال کا سارا سلسلہ اسی لئے قائم کیا گیا تاکہ خبر کی قدر و قیمت متعین کی جاسکے۔ یوں تو اسلامی تحقیقات میں سارے ہی اسلامی علوم سے واقفیت ضروری ہے لیکن قرآن و حدیث

کے راست اور گہرے مطالعے کے بغیر اسلامی تحقیق کے میدان میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا جاسکتا۔ اس لئے کہ اسلامیات میں ان کو اساس کا درجہ حاصل ہے۔ اس کے بعد دیگر علوم سے بھی بقدر ضرورت آگاہی ضروری ہے۔ تفسیر، فقہ اور تاریخ کو معاون علوم کی حیثیت سے پڑھا جاسکتا ہے۔ منطق، فلسفہ اور علم کلام کا مطالعہ صرف اس حد تک ضروری ہے جتنا اسلاف کے تحقیقی اور علمی کارناموں کو سمجھنے کے لئے ناگزیر ہو۔ ناقص علم اور مطالعے کی بنیاد پر تحقیق کے کام میں مشغول ہونا انتہائی خطرناک کھیل ہے۔ اسلامی تحقیقات کا رشتہ ماضی کی علمی کاوشوں اور تحقیقی روایات سے منقطع کرکے آگے بڑھنا اپنی کوششوں کو عقیم بنانا ہے۔

اسلامی علوم اصلاً چونکہ عربی زبان میں ہیں اس لئے اسلامی تحقیقات کے لئے عربی زبان کا جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ چلنے کے لئے پاؤں۔ ترجموں پر انحصار کرکے یا دوسری زبانوں میں لکھی ہوئی کتابیں پڑھ کر اسلامی تحقیقات کا کوئی کام کرنا حد درجہ کی جسارت ہے۔ ایسے محققین ان عطائیوں کی طرح ہیں جو فن طب سے واقفیت کے بغیر مریضوں کا علاج شروع کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس درجے کی عربی جاننا ضروری ہے۔ ظاہر ہے اس کے لئے بول چال کی عربی کافی نہیں۔ صحافتی عربی سے بھی کام نہیں چلنے کا۔ اس کے لئے علم و ادب کی اعلیٰ معیاری زبان بلکہ کلاسک عربی میں دستگاہ ہونی چاہیئے۔ عربی ادب، صرف، نحو اور بلاغت و معانی کا اچھا مطالعہ ہونا چاہیئے۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ زبان محض علم کا ایک خارجی ذریعہ ہے۔ زبان جاننے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آدمی علم بھی جانتا ہو۔ فن جاننے کے لئے ضروری ہے کہ اس فن کی کتابیں پڑھی جائیں۔ کسی خاص فن میں تحقیق کا کام کرنے کے لئے اس فن کا مطالعہ ایک جداگانہ بات ہے۔